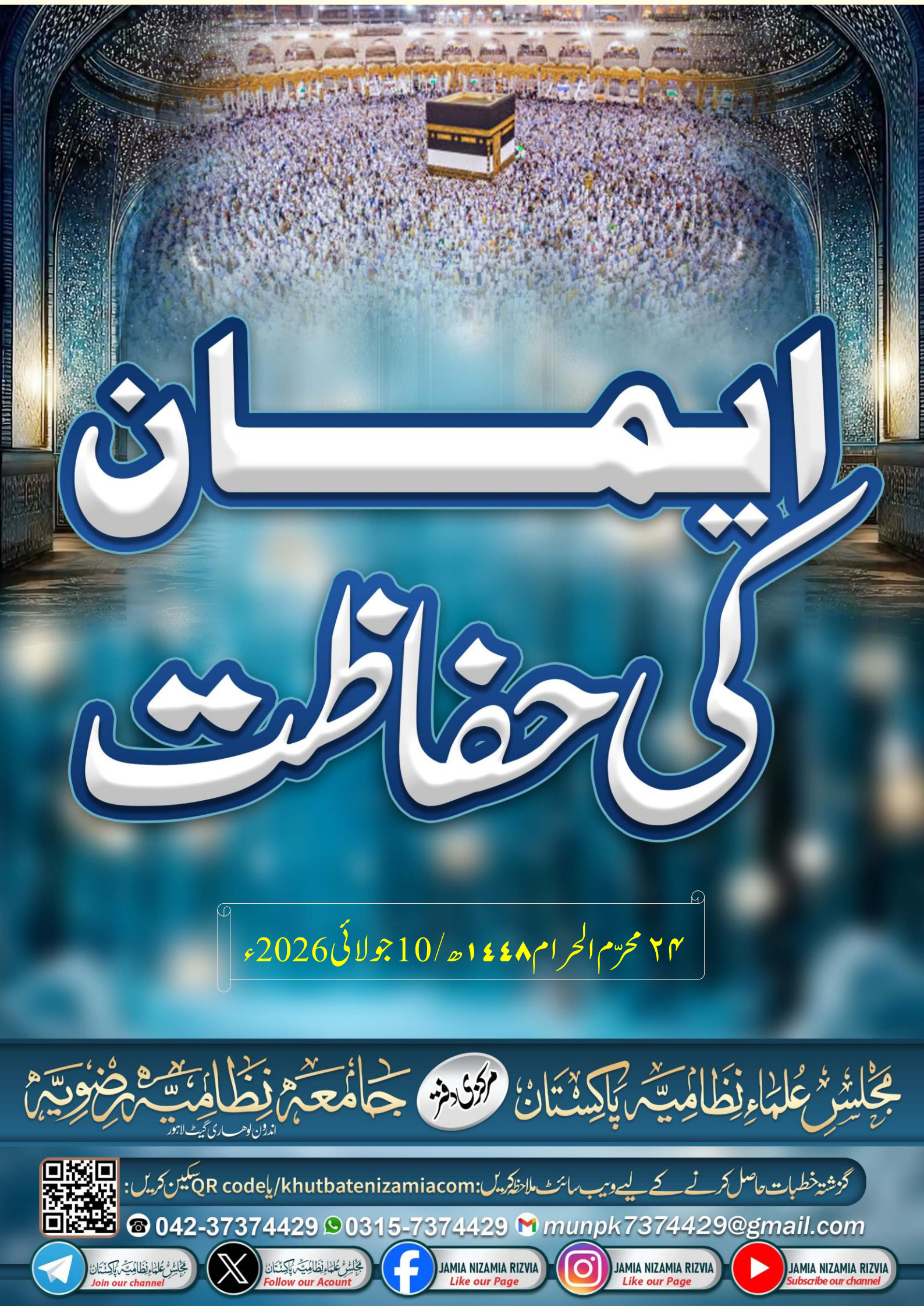

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا وَھَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَھَّابُ۔ [اٰلِ عمرٰن 8:3]

تاریخِ انسانیت کا سب سے تابناک، بابرکت اور ایمان افروز دَور وہ تھا جب امام الانبیا ﷺ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے درمیان بنفسِ نفیس جلوہ افروز تھے۔ اُس مبارک زمانے میں رسولِ اکرم ﷺ کے وُجودِ مسعود کی برکت سے رُوحانی فیوض و برکات اپنے عُروج پر تھے... اَخلاق و کردار کا معیار بلند ترین تھا.. قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ و انداز بے مثال تھا.. اور بارگاہِ الٰہی سے عطا ہونے والا اجر و ثواب بھی ہر دَور سے بڑھ کر تھا۔

پھر جب جانِ ایمان ﷺ نگاہوں سے اوجھل ہوئے تو رفتہ رفتہ حالات و کیفیات میں تبدیلی آنے لگی۔ ارشادِ نبوی کے مطابق امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتنوں کے مقابلے میں مضبوط ڈھال تھے، آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فتنے سر اُٹھانے لگے، جب خلفائے راشدین علیہم الرضوان کا دَور اختتام کو پہنچا تو نظامِ ریاست میں آہستہ آہستہ بادشاہی کا رنگ آنے لگا اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصالِ مبارک کے بعد تو فتنوں کا ایسا طوفان اُٹھا کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ!

اللہ تعالیٰ ہمیں دلِ بیدار اور چشمِ بینا عطا کرے تو اِس بات کا اِدراک مشکل نہیں کہ بے پناہ مادّی ترقّی کے باوُجود دینی اقدار کی پاسداری سے متعلق موجودہ دَور کی صورتِ حال گزشتہ تمام اوقات سے اَبتَر ہے اور شاید آنے والا وقت اِس سے بھی زیادہ سخت ہو!

یہ صورتِ حال کوئی اَن ہونی بات نہیں ہے۔ ہمارے آقا کریم ﷺ نے علّامُ الغیوب جَلَّ شَانُہٗ کے عطا کردہ علمِ غیب کے مطابق پہلے ہی اِن حالات سے آگاہ فرما دیا تھا۔ سیدنا انَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے تمہارے نبیِ کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے: لَا یَأۡتِیۡ عَلَیۡکُمۡ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِیۡ بَعۡدَہٗ شَرٌّ مِّنۡہُ، حَتّٰی تَلۡقَوۡا رَبَّکُمۡ۔ مفہومِ حدیث یہ کہ "جب تک تم زندہ ہو اکثر ایسا ہی ہو گا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شر بڑھتا جائے گا اور ہر دَور میں لوگوں کے اندر برائیاں پہلوں سے بڑھ کر ہوں گی۔" (صحیح بخاری، حدیث: 7068، ترجمہ ماخوذ از مرقاۃ و تیسیر)

جب حالات پہلے سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں اور ایمان کو لاحق خطرات میں اِضافہ ہو رہا ہے تو اِس کا تقاضا یہی ہے کہ ہم ایمان کی حفاظت سے متعلق زیادہ فکر مند ہوں اور اُن ذرائع کو اختیار کریں جو سلامتیِ ایمان کا باعث ہیں۔

حفاظتِ ایمان کا شعور بیدار کرنے کے لیے گزشتہ خطبۂ جمعہ "ایمان کی حفاظت" کے عنوان سے تھا، جس میں تین ایسے ذرائع کا تذکرہ کیا گیا جو ایمان پر استقامت کے لیے نہایت اہم ہیں۔

بارگاہِ الٰہی میں توفیقِ عمل کا سوال کرتے ہوئے آج بھی اِن شاء اللہ تعالیٰ اِسی سلسلے کو آگے بڑھایا جائے گا۔

حفاظتِ ایمان کا اہم ذریعہ... بارگاہِ الٰہی میں دُعا

اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے اور حکمت کے مطابق جب چاہے، جسے چاہے اپنی رحمتوں اور نعمتوں سے نوازتا ہے اور جب چاہے، جس سے چاہے اپنی نعمتوں کو واپس لے لیتا ہے یا اُسے اُن سے محروم رکھتا ہے۔ سب سے بڑی نعمت، یعنی نعمتِ ایمان کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ چنانچہ ایمان کی حفاظت کا ایک نہایت اہم ذریعہ یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ خلوصِ نیّت اور خُشوع و خُضوع کے ساتھ ربّ العزّت کی بارگاہ میں دُعائیں کرتا رہے: الٰہی! مجھے شیطان کے وار سے محفوظ رکھنا اور اپنے کرم سے ایمان کی سلامتی عطا فرمانا! ہماری تربیت کے لیے اللہ تعالیٰ کے مقرّب بندے، حتّٰی کہ امام الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی خالقِ کائنات کے حضور ثابت قدمی کی دُعائیں فرمایا کرتے تھے۔

دُعائے نبوی: پرورَدۂ آغوشِ نُبوّت سیدنا انَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کثرت سے یہ دُعا کیا کرتے تھے: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔ ”اے دلوں کو پلٹنے والے! میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھنا!“

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم سمجھتے تھے کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایسی دُعائیں ہمیں سکھانے کے لیے مانگتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا انَس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کی: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! ہم آپ پر اور آپ کے لائے ہوئے دین پر ایمان لا چکے ہیں، پھر کیا آپ کو ہم مسلمانوں کے بارے میں اندیشہ ہے (جس کی وجہ سے آپ کثرت سے یہ دُعا فرماتے ہیں)؟ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: نَعَمْ! إِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ۔ یعنی ”جی ہاں! (مجھے اندیشہ ہے) تمام لوگوں کے دل مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے تصرُّف واختیار میں ہیں، وہ اُنھیں جیسے چاہے (اور جدھر چاہے) پھیر دیتا ہے۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 2140، حدیث صحیح)

حکمِ دُعا: رازدارِ رسول سیدنا حُذَیفہ بن یَمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیثِ پاک بیان کی: يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ لَّا يَنْجُوْ فِيْهِ إِلَّا مَنْ دَعَا دُعَاءَ الْغَرِيْقِ۔ یعنی ”مسلمانوں پر ایسا خطرناک دَور آئے گا کہ اُس میں نجات صِرف اُسی بندے کو نصیب ہوگی جو ڈوبتے شخص کی طرح (خُلوص اور عاجزی کے ساتھ) دُعا کرتا ہوگا۔“ (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 1869، رجالہٗ ثقات)

حدیثِ نبوی کی روشنی میں علمائے کرام نے لکھا کہ جو شخص صبح، شام یہ دُعا پڑھے اِن شاء اللہ تعالیٰ اُس کا ایمان محفوظ رہے گا:[1]

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّأَنَا أَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔ الٰہی! مَیں اِس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ جان بوجھ کر کسی کو تیرا شریک ٹھہراؤں اور جو مَیں نہیں جانتا اُس کی تجھ سے بخشش مانگتا ہوں، یقیناً تو ہر غیب کو بخوبی جانتا ہے۔ (الدرّ المختار شرح تنویر الأبصار، ص: 345، دار الکتب العلمیۃ۔ فتاوٰی عالم گیری، ج: 2، ص: 283، المطبعۃ الکبری الأمیریۃ)

---

[1] عَلَّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سَيِّدَنَا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ۔ (الأدب المفرد: 716)

حفاظتِ ایمان کا ذریعہ... لمبی اُمّید سے اجتناب

قرآن وسنّت سے تربیت ملتی ہے کہ مسلمان کو بکثرت اپنی موت یاد کرنی چاہیے اور اِس حقیقت سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے کہ موت کسی بھی وقت آسکتی ہے۔ یہ سوچنا چاہیے کہ جو لمحات اِس وقت گزر رہے ہیں ممکن ہے کہ یہی زندگی کے آخری لمحات ہوں۔

اِس حسین تربیت میں بہت گہری حکمت پوشیدہ ہے۔ وہ یہ کہ:

- جو شخص اپنی موت کو بھلا کر لمبی اُمّیدیں قائم کرلے، یعنی یہ سمجھے کہ ابھی بہت زندگی باقی ہے اُس کا دل سخت ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ توبہ سے غافل رہتا ہے اور گناہوں پر دلیر ہو جاتا ہے.... اُسے نہ تو ربِّ کریم کے حقوق کی پرواہ ہوتی ہے، نہ ہی حقوق العباد کی فکر کرتا ہے۔ یوں اُس پر شیطان کی گرفت مضبوط ہوتی چلی جاتی ہے، ایمان کمزور پڑنے لگتا ہے اور سخت خطرہ ہوتا ہے کہ ایمان کا ڈاکو، یعنی شیطان اُس کا ایمان لوٹ لے۔
- اِس کے برعکس جو بندہ اپنی موت کو یاد رکھے اور اُسے اپنے قریب تصوُّر کرے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُس کا دل نرم ہو جاتا ہے، چنانچہ وہ توبہ کرکے اپنی اصلاح کی کوشش کرتا ہے اور اپنے خالقِ کریم کے حقوق پورے کرنے کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لیے بھی فکر مند ہوتا ہے۔ یوں اعمالِ صالحہ کی برکت سے اُس کا ایمان مزید پختہ ہوتا جاتا ہے، شیطان کا اثر کمزور پڑتا چلا جاتا ہے اور بالآخر وہ ایمان کی دولت سلامت لے کر دُنیا سے رُخصت ہوتا ہے۔

چنانچہ ایمان کی حفاظت کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ بندہ موت کو یاد رکھے اور لمبی اُمّیدوں سے بچے۔

لمبی اُمّید کا انجام: اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کا حال ذکر فرمایا: فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ ”اُن پر طویل مدت گزری تو اُن کے دل سخت ہو گئے اور اُن میں سے بہت سارے فاسق ہیں۔“ [الحدید 16:57]

اُمّت کی تباہی کا سبب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[1] صَلَاحُ أَوَّلِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِالزُّهْدِ وَالْيَقِيْنِ وَيَهْلِكُ آخِرُهَا بِالْبُخْلِ وَالْأَمَلِ۔ یعنی ”اِس اُمّت کے پہلے مسلمان اللہ تعالیٰ پر یقین اور زُہد (دُنیا سے بے رغبتی) کی برکت سے کامیاب ہوئے اور اِس اُمّت کے آخری افراد بخل اور لمبی اُمّید کی وجہ سے تباہ ہوں گے۔“ (الزہد للإمام أحمد، حدیث: 52۔ المعجم الاوسط: 7650۔ حسن لغیرہ) یعنی یقین کمزور ہو جائے گا اور کنجوسی کے ساتھ ساتھ دُنیا کی خاطر لمبی زندگی اور صحت و مال میں اضافہ کی آرزو اُن پر غالب آجائے گی۔

چنانچہ اپنی موت سے کبھی بھی غافل نہیں ہونا چاہیے، یہ نبیِ کریم ﷺ اور اکابرِ اُمّت کا طریقہ ہے۔ نیز ایمان کی سلامتی سمیت بے شمار بھلائیوں کا ذریعہ و سرچشمہ ہے۔

---

[1] عن عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حفاظتِ ایمان کا ذریعہ... فتنوں اور فتنہ پروَروں سے دُوری

نبیِ کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علمِ غیب کے ذریعے یہ خبر بھی دی کہ قیامت کے قریب فتنے بہت زیادہ ہوں گے اور یہ تربیت بھی فرمائی کہ ایمان پر استقامت کے لیے اُن فتنوں سے دُور رہنا! چنانچہ حفاظتِ ایمان کا ایک اہم ذریعہ یہ ہے کہ انسان خود کو فتنہ و گمراہی پھیلانے والوں سے دُور رکھے۔

فتنوں کی خبر: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ![1] یعنی "نیک اعمال میں جلدی کرو! اِس سے پہلے کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں جیسے فتنے ظاہر ہوں (جیسے گھپ اندھیری رات میں کچھ نظر نہیں آتا یوں ہی اُن فتنوں میں حق کی پہچان مشکل ہو جائے گی)۔"
- يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّيُمْسِيْ كَافِرًا أَوْ يُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا۔ یعنی "آدمی صبح کے وقت مومن ہو گا اور شام کو کافر ہو جائے گا یا شام کے وقت مومن ہو گا اور صبح کو کافر ہو جائے گا (لوگ ایمان کے معاملے میں لاپرواہ ہو جائیں گے اور بہت جلد ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے)۔"
- يَبِيْعُ دِيْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا۔ "انسان معمولی دُنیاوی دَولت کے لیے اپنے دین کا سودا کر لے گا۔" (صحیح مسلم، حدیث:118) یعنی سکالرز دُنیاوی مفاد کی خاطر دین کی غلط تشریحات کریں گے، اربابِ اختیار رشوت لے کر ناحق فیصلے کریں گے اور عوام چند پیسوں کی خاطر جھوٹی گواہیاں دیں گے، جھوٹی قسمیں اُٹھائیں گے اور بد دیانتی کریں گے۔ (مرآۃ المناجیح، زیرِ حدیث:5383، ملخصًا)

فتنوں سے دُوری کا حکم: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی یہ ارشادِ نبوی بھی روایت کیا:

- تَكُوْنُ فِتْنَةٌ[2] النَّائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَقْظَانِ وَالْيَقْظَانُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ۔[3] یعنی "عن قریب ایسے بڑے بڑے فتنے برپا ہوں گے کہ اُن میں سویا ہوا شخص (فتنوں سے لاتعلُّق رہنے والا) جاگنے والے سے بہتر ہو گا، جاگنے والا (جو بیٹھا رہے) کھڑے ہونے والے سے زیادہ اچھا ہو گا اور جو کھڑا ہے وہ (فتنوں کی طرف) دَوڑ کر جانے والے کی بنسبت زیادہ فائدے میں ہو گا (انسان فتنوں سے جتنا زیادہ دُور رہے گا اُتنا ہی اُس کا ایمان محفوظ ہو گا)۔"
- فَمَنْ وَّجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ! "تو جسے (فتنوں سے بچنے کے لیے) کوئی پناہ ملے وہ اُسے اختیار کرے!" (صحیح مسلم:2886)

---

[1] وَالْمَعْنٰى: كَقِطَعٍ مِنَ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ؛ لِفَرْطِ سَوَادِهَا وَظُلْمَتِهَا وَعَدَمِ تَبَيُّنِ الصَّلَاحِ وَالْفَسَادِ فِيْهَا۔ (مرقاۃ المفاتیح:3383/8)

[2] وفي رواية: سَتَكُوْنُ فِتَنٌ (بلفظ الجمع)۔ قال القاري: أَيْ: عَظِيْمَةٌ أَوْ كَثِيْرَةٌ، مُتَعَاقِبَةٌ مُتَوَالِيَةٌ أَوْ مُتَرَاخِيَةٌ۔ (مرقاۃ:3384/8)

[3] فَالْخَلَاصُ فِي التَّبَاعُدِ مِنْهَا وَالْهَلَاكُ فِيْ مُقَارَبَتِهَا۔ (أيضًا)

سعادت مندی: سیدنا مقداد بن اَسوَد کندی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی قسم اُٹھا کر بیان کیا کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے: إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ... یعنی "بے شک وہ شخص ضرور خوش نصیب ہے جسے فتنوں سے دُور رکھا گیا، بلاشبہ وہ شخص ضرور سعادت مند ہے جسے فتنوں کے قریب جانے سے بچالیا گیا، یقیناً وہ شخص ضرور نیک بخت ہے جسے فتنوں سے الگ رکھا گیا۔" (سننِ ابوداؤد، حدیث: 4263، حدیث صحیح)

لمحۂ فکریہ: کسی بھی نقصان دہ چیز سے بچنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ بندہ اُس کے قریب ہی نہ جائے۔ کہیں آگ لگی ہو تو تماشا دیکھنے کے لیے اُس کے پاس جانا ہرگز عقل مندی نہیں.. تفریح کے لیے شہد کی مکھیوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنا بڑی حماقت ہے... معمولی عقل رکھنے والا بھی ذائقہ چکھنے کے لیے زہر منہ میں نہیں ڈالتا۔ اِسی اُصول کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فتنوں سے بچنے کے لیے یہ طریقہ تعلیم فرمایا کہ بندہ نہ تو فتنہ پھیلانے والوں کی بات سنے اور نہ ہی کسی بھی طریقے سے اُن کے عمل میں شریک ہو۔

اگر فتنوں کے حوالے سے ہم اپنے طرزِ عمل پر غور کریں تو صورتِ حال انتہائی افسوس ناک ہے:

⇐ بے شمار لوگ سوشل میڈیا پر فتنہ پھیلانے والے گمراہوں کی گفتگو سنتے ہیں اور یہ کہہ کر خود کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں: "ہم تو ویسے ہی سُن رہے تھے"۔ جب رسول اللہ ﷺ نے فتنہ پروَروں سے دُور رہنے کا حکم دیا ہے تو پھر ویسے ہی سننے کا کیا مطلب؟

⇐ ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو فتنہ پروَروں کی باتیں سن کر دوسروں کے سامنے بحث کرتے ہیں؛ تاکہ اپنی معلومات کا اظہار کریں۔

⇐ بہت سے نادان افراد فتنہ انگیزوں کے کلپس اور تحریریں یہ سمجھ کر وائرل کرتے ہیں کہ وہ اِس طرح فتنے کا سدِّباب کر رہے ہیں، حالانکہ وہ نادانستہ طور پر فتنے کو پھیلانے کے جُرم میں شریک ہو رہے ہوتے ہیں۔ فتنے کا سدِّباب یہ نہیں کہ اسے مزید پھیلایا جائے، بلکہ درست طریقہ یہ ہے کہ متعلقہ اِداروں کو رپورٹ کیا جائے اور اُس کے ردّ کے لیے اہلِ علم کی تحقیق پھیلائی جائے۔

⇐ بڑی تعداد میں لوگ بغیر تحقیق کیے ہر بات کو شیئر کر دیتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ، اُس کے رسولِ مکرّم ﷺ اور اکابرِ دین کی طرف مَن گھڑت باتیں منسوب کر دینا بہت بڑی جَسارت ہے اور بلا تحقیق کوئی بات پھیلانے میں ایسا ہی ہوتا ہے۔

فتنوں سے حفاظت کا سب سے مؤثّر راستہ یہی ہے کہ بندہ فتنہ پھیلانے والوں کی نہ تو بات سنے اور نہ ہی اُن کے عمل میں شریک ہو۔

فتنے کی پہچان: رازدارِ رسول سیدنا حُذَیفہ بن یَمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جب کوئی شخص یہ جاننا چاہے کہ وہ فتنے میں مبتلا ہو چکا ہے یا نہیں تو اُسے غور کرنا چاہیے: فَإِنْ كَانَ رَأَى حَلَالًا كَانَ يَرَاهُ حَرَامًا فَقَدْ أَصَابَتْهُ الْفِتْنَةُ، وَإِنْ كَانَ يَرَى حَرَامًا كَانَ يَرَاهُ حَلَالًا فَقَدْ أَصَابَتْهُ۔ یعنی اگر وہ کسی ایسی چیز کو حلال سمجھنے لگا ہے جسے پہلے (شرعی حکم کے مطابق) حرام سمجھتا تھا تو یقیناً وہ فتنے میں مبتلا ہو چکا ہے، یوں ہی اگر کسی چیز کو پہلے (شریعت کے مطابق) حلال سمجھتا تھا اور اب اُسے حرام قرار دیتا ہے تو بلاشبہ وہ فتنے کا شکار ہو چکا ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین: 8443، صححہ الحاکم ووافقہ الذھبی) کتنے ہی لوگ سود اور دیگر حرام ذرائع آمدن، یوں ہی فحاشی و عُریانی، بدنگاہی اور اختلاطِ مرد و زن کو خوش نُما نام دے کر شوق سے اُن کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو حدیثِ مذکور پر غور کرنا چاہیے!

حفاظتِ ایمان کا ذریعہ... علمِ دین کا حصول

انسان جس چیز کی صحیح معلومات رکھتا ہو اُس سے متعلق غلط فہمی کا شکار نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی کے فریب میں آتا ہے، اِس کے برعکس اگر حقیقت سے آگاہی نہ ہو تو بندہ خود بھی مختلف قیاس آرائیاں کرتا ہے اور دوسرے بھی اُسے بآسانی فریب دے سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص اندھیرے میں کوئی دُھندلا سا خاکہ دیکھے تو ممکن ہے کہ اُسے جن بھوت، درندہ یا دشمن سمجھ بیٹھے، ایسی صورت میں اگر کوئی شخص اُسے خوف زدہ کرنا چاہے تو وہ بآسانی اپنا مقصد حاصل کر سکتا ہے؛ کیونکہ اُسے حقیقت معلوم ہی نہیں... لیکن اگر روشنی میں وہ چیز واضح دکھائی دے تو نہ غلط فہمی باقی رہے گی اور نہ ہی کسی کو دھوکا دینے کا موقع ملے گا۔

بالکل اِسی طرح جو شخص علمِ دین سے محروم اور اسلام کی حقیقی تعلیمات سے ناواقف ہو وہ اپنے طور پر کئی تصوُّرات قائم کر لیتا ہے اور فتنہ پرور عناصر اُس کی جَہالت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُسے اپنے جال میں آسانی سے پھنسا لیتے ہیں؛ کیونکہ جب انسان کو حقائق معلوم نہ ہوں تو غَلَط سَلَط جو بھی اُسے بتایا جائے اُس پر اعتماد کر لیتا ہے... اِس کے برعکس جو شخص علمِ دین کے زیور سے آراستہ ہو وہ اللہ کریم کی پناہ میں ہوتا ہے، علمِ دین اُس کے لیے شکوک وشبہات کے طوفان میں کشتی بن جاتا ہے اور فتنہ پروروں کے مکر وفریب کے مقابلے میں ڈھال ثابت ہوتا ہے اور ہر طرح کی گمراہی سے بچاتا ہے۔

اِس بات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی پر غور کریں تو اُس کا حُسن مزید نمایاں ہوتا ہے۔ سلطانِ اسلام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبے میں بیان کیا کہ مَیں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ یعنی "اللہ تعالیٰ جسے خیرِ کثیر (ڈھیروں بھلائیوں)[1] سے نوازنا چاہے اُسے دین کی فقاہت (دین کی سمجھ اور قرآن وسنت کے صحیح معانی تک رسائی) عطا فرماتا ہے۔"[2] (صحیح بخاری، حدیث: 71)

چنانچہ حدیثِ پاک کی روشنی میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ علمِ دین وہ عظیم دولت ہے جو ایمان کی حفاظت کا ذریعہ بھی ہے اور دیگر بے شمار بھلائیوں کا سرچشمہ بھی۔

علمِ دین کی تَشْوِیق: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی اُمّت کو مختلف ذرائع سے علمِ دین کا شوق دلایا ہے۔ ایک انداز یہ بھی تھا کہ جانِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خود کثرت سے علمِ دین میں ترقّی کے لیے دُعائیں مانگتے۔

اُمّ المؤمنین سیدتنا اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نمازِ فجر کے بعد یوں دُعا کرتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

---

[1] تَنْكِيْرُهٗ لِلتَّفْخِيْمِ، أَيْ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (مرقاۃ المفاتیح)

[2] يُعْطِيْهِ فَهْمًا خَاصًّا فِيْ أَحْكَامِ الدِّيْنِ، يُدْرِكُ بِهِ الْمُرَادَ مِمَّا يَرِدُ عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَيَصِلُ إِلٰى حَقِيْقَةِ مَعْنَاهُ۔ (لمعات التنقیح)

أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا طَيِّبًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا ۔ ”اے اللہ! مَیں تجھ سے نفع بخش علم (وہ علمِ دین جس پر عمل کی توفیق عطا ہو)، پاکیزہ رِزق اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔“

(سننِ ابنِ ماجہ، حدیث:925۔ المعجم الصغیر، حدیث:735، مسند احمد، حدیث:26521۔ قال الهيثمي: رجال الطبرانی ثقات، مجمع الزوائد:16976)

علمِ دین کی ترغیب کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اُس کے ایسے ایسے فضائل بیان فرمائے ہیں کہ دل کے کانوں سے سُنیں تو روح جھوم اُٹھتی ہے۔ سیدنا ابو اُمامہ صُدی بن عَجلان باہِلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

- مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيْدُ إِلَّا لِيَتَعَلَّمَ خَيْرًا أَوْ يُعَلِّمَهُ كَانَ لَهُ أَجْرُ مُعْتَمِرٍ تَامِّ الْعُمْرَةِ۔ یعنی ”جو صبح کو مسجد جائے، اُس کا مقصود فقط یہ ہو کہ بھلائی / علمِ دین سیکھے گا یا دوسرے کو سکھائے گا تو ربّ تعالیٰ اُسے پورے عمرے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔“
- فَمَنْ رَّاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيْدُ إِلَّا لِيَتَعَلَّمَ خَيْرًا أَوْ يُعَلِّمَهُ فَلَهُ أَجْرُ حَاجٍّ تَامِّ الْحِجَّةِ۔ ”اور جو شام کے وقت مسجد جائے، محض اِس نیّت سے کہ بھلائی / علمِ دین سیکھے یا سکھائے گا تو اُسے بارگاہِ الٰہی سے پورے حج کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔“

(المستدرک علی الصحیحین، حدیث:311۔ الآداب للبیہقی، حدیث:860، قال الهيثمي: ورجاله موثقون كلهم، مجمع الزوائد، زیرِ حدیث:499)

تذکرۂ زین العابدین: ماہِ محرّم میں اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ عنہم کی ایک عظیم شخصیت کا یومِ وصال بھی ہے، جو عبادت و ریاضت میں ایسے اعلیٰ مقام پر فائز تھی کہ اُنھیں زَيْنُ الْعَابِدِيْن (عبادت گزاروں کو زینت بخشنے والا) کہا جاتا ہے اور فقاہت و علمِ دین میں اُن کا رُتبہ اتنا بلند تھا کہ اُنھیں أَفْقَهُ أَهْلِ الْمَدِيْنَة (اپنے دَور میں مدینۂ منوّرہ کے سب سے بڑے فقیہ) کے لقب سے یاد کیا گیا۔[1] یعنی شہزادۂ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، سیدِ سجّاد، ابو الحسن امام علی زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کا وصالِ مبارک 94ھ کو ماہِ محرّم میں ہوا[2] اور جنّت البقیع میں اپنے تایا جان سیدنا امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبرِ اطہر کے پاس آرام فرما ہوئے۔ نجدیوں سے پہلے جنّت البقیع میں مَزاراتِ صَحابہ و اہلِ بیت پر گنبد موجود تھے، تب سیدنا عباس اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہما کے مَزارات کا گنبد ایک ہی تھا۔[3]

لمحۂ فکریہ: جانِ رحمت ﷺ نے جس قدر علمِ دین کا شوق دلایا اور اکابر جتنے علم کے دل دادہ رہے ہم اُسی قدر اِس سے غافل ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ایمان کی حفاظت کے لیے سُنّی علما کے بیانات یا اُن کی کتابوں سے کم از کم ایک بات روزانہ سیکھا کریں۔

---

[1] دیکھیے: الرسائل السیاسیۃ، از ابو عثمان عمرو الجاحظ، ص:450، دار و مکتبۃ الہلال

[2] آپ رضی اللہ عنہ کی ولادتِ مبارکہ اور وصالِ اقدس کی تاریخ اور سال سے متعلق کئی اقوال ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: إعجاز سید المرسلین فی تذکرۃ زین العابدین، تالیف مفتی محمد اعجاز بشیر، ص:43 تا 61 اور ص:458 تا 465، مطبوعہ: دار البیان، کراچی

[3] وَدُفِنَ فِي الْبَقِيعِ فِي قَبْرِ عَمِّهِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ فِي الْقُبَّةِ الَّتِي فِيهَا قَبْرُ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔ (وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان لابن خلكان، ج:3، ص:269، دار صادر۔ نیز دیکھیے: بہارِ شریعت، ج:1 (ب)، ص:1230، مکتبۃ المدینہ)

حرفِ آخر: سلامتیِ ایمان... فضلِ رحمان جَلَّ جَلَالُہٗ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا ہے۔ جو کچھ ہو چکا، آپ ﷺ اُسے بھی جانتے ہیں اور جو آئندہ ہو گا، آپ اُس سے بھی بخوبی آگاہ ہیں۔ مزید یہ کہ رسول اللہ ﷺ غیب بتانے میں بخل (کنجوسی) نہیں فرماتے۔ [التکویر 24:81] بلکہ جو بات بتانے کی اجازت ہوتی اور اُسے ظاہر کرنے میں مخلوق کا فائدہ ہوتا، آپ ﷺ کرم نوازی کرتے ہوئے اُسے بیان فرما دیتے۔

نبیِ غیب دان ﷺ نے مستقبل کی بے شمار باتیں بیان فرمائیں، اُن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شر میں اِضافہ ہوتا رہے گا، حالات اَبتَر ہوتے چلے جائیں گے اور دین سے دُوری بڑھتی رہے گی۔ اِس غیبی خبر کی صداقت ماضی والوں نے بھی دیکھی، ہم بھی کھلی آنکھوں سے مُشاہَدہ کر رہے ہیں اور بعد والے بھی اِس کی سچائی کی گواہی دیں گے۔ آج ایسے ایسے فتنے سر اُٹھا رہے ہیں جن کا گزشتہ دَور میں تصوُّر بھی نہیں تھا اور بعد میں کیا کچھ ہو گا؟ اِس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حالات کا مسلسل بد سے بدتر ہونا اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنا ایمان بچانے کے لیے زیادہ فکر مند ہوں اور اُن ذرائع کو خوب مضبوطی سے تھامیں جو قرآن و سنّت کے مطابق ایمان کی حفاظت کا باعث ہیں۔

اِسی سوچ کو پروان چڑھانے کے لیے آخری دو خطبات میں حفاظتِ ایمان کے ذرائع کا تذکرہ کیا گیا۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

1) **عاجزانہ دُعا:** ایمان کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی ممکن ہے، اگر رحمتِ الٰہی دستگیری نہ فرمائے تو بندہ از خود کبھی بھی شیطان کا مقابلہ کرنے اور اپنا ایمان بچانے کی طاقت نہیں رکھتا؛ لہٰذا ہمیشہ سچے دل سے، عاجزی کے ساتھ دُعائیں کرنی چاہییں کہ اِلٰہی! اپنی رحمت سے ہمارے ایمان کی حفاظت فرما! اور ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ رکھ! نبیِ کریم ﷺ نے اِس کا تاکیدی حکم بھی ارشاد فرمایا اور آپ ﷺ اُمّت کی تربیت کے لیے خود بھی کثرت سے یہ دُعا فرمایا کرتے تھے۔

قرآنِ حکیم نے نہایت حسین اور جامع دُعا تعلیم فرمائی: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ ”اے ہمارے ربّ! تُو نے ہمیں ہدایت سے نوازا، اِس کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا! اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما! بے شک تُو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے۔“ [اٰلِ عمرٰن 8:3]

2) **تعظیمِ رسول:** سرکارِ دو عالَم ﷺ جانِ ایمان ہیں۔ جس بندے کا دل آپ کی مَحبّت و تعظیم سے معمور ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُس کا ایمان سلامت رہتا ہے، لیکن اگر خدانخواستہ تعظیمِ رسول میں کمی آئے اور بندہ بے ادب بننے لگے تو بہت جلد ایمان ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ قرآنِ حکیم نے رسول اللہ ﷺ کی معمولی بے ادبی پر تمام اعمال برباد ہونے کی وعید سنائی ہے۔

3) **تکریمِ صحابہ و اہلِ بیت:** احادیثِ صحیحہ کے مطابق صَحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ عِظام رضی اللہ عنہم سے پیار اور اُن کی تعظیم و

تکریم کرنے والے خوش نصیبوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے، بلکہ اُنھیں اپنا محبوب بنالیتا ہے... جب کہ صحابہ واہلِ بیت علیہم الرضوان سے بُغض وعداوت رکھنے والے اور اُن کی توہین کرنے والے بدنصیب پر ربِّ کریم سخت ناراض ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس بدنصیب سے ربِّ ذوالجلال ناراض ہو اُس کا ایمان کون بچا سکتا ہے!

چنانچہ ایمان کی حفاظت کے لیے ہم پر لازم ہے کہ صحابہ واہلِ بیت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کے ہر فرد سے ٹوٹ کر پیار کریں۔ اُن کا تذکرہ ہمیشہ اچھے الفاظ سے کریں، نیز ہر طرح کی بے ادبی وتوہین سے بچیں اور ایسا کرنے والے بدنصیبوں سے بھی دُور رہیں۔

4) **توقیرِ شریعتِ مُصطَفَوِیّہ:** اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عطا کردہ احکام کو دوسرے الفاظ میں "شریعت" کہا جاتا ہے۔ مُستَنَد علمائے اہلِ سنّت سے شریعتِ مطہرہ سیکھنا اور دل وجان سے اُس پر عمل کرنا ایمان کی سلامتی کا اہم ذریعہ ہے۔

5) **لمبی اُمّید سے بچنا:** موت کو بکثرت یاد کرنے اور اُسے قریب سمجھنے سے دل نرم ہوتا ہے، شیطان کا اثر ٹوٹ جاتا ہے، توبہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور اطاعت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ چنانچہ حُسنِ خاتمہ کے لیے ہمیں چاہیے کہ موت سے کبھی غافل نہ ہوں اور توبہ واطاعت کے لیے کل کا انتظار نہ کریں۔

6) **فتنوں سے دُوری:** ہر دَور میں فتنے بڑھتے رہے ہیں اور قیامت کے قریب اُن میں مزید اِضافہ ہوگا۔ اِن سے بچنے کا سب سے مؤثّر اور بہترین حل یہ سکھایا گیا ہے کہ بندہ فتنوں اور فتنہ پرَوروں سے دُور رہے۔ نہ اُن کی باتیں سنے اور نہ ہی کسی بھی طرح سے اُن کے عمل میں شریک ہو۔ جیسے تفریح کے لیے آگ یا درندے کے قریب جانا جان کے لیے خطرناک ہے، اِسی طرح شوقیہ طور پر فتنوں میں مبتلا ہونے سے ایمان ضائع ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے۔

7) **علمِ دین کا حصول:** علمِ دین وہ عظیم دَولت ہے جو شیطانی حملوں کے مقابلے میں مضبوط ڈھال کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو شخص علمِ دین سے محروم ہو وہ اپنے طور پر کئی تصوُّرات قائم کرلیتا ہے اور فتنہ پرور عناصر اُسے اپنے جال میں آسانی سے پھنسالیتے ہیں۔ اِس کے برعکس جو شخص علمِ دین کے زیور سے آراستہ ہو وہ اللہ کریم کی پناہ میں ہوتا ہے اور نفس وشیطان کے ساتھ ساتھ شیطانی کارندوں کے شر سے بھی اللہ تعالیٰ اُس کی حفاظت فرماتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ایمان پر ثابت قدمی کے لیے سُنّی علما کے بیانات یا اُن کی کتابوں سے دین کی کم از کم ایک بات تو روزانہ سیکھا کریں۔

شرعی مسئلہ: جب شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو شرعًا وہ فوری طور پر مؤثّر ہوتی ہے اور کسی بھی صورت میں اُسے واپس نہیں لیا جاسکتا۔ طلاقِ رَجعی کی صورت میں دورانِ عدّت رُجوع کے بعد اگرچہ نکاح قائم رہتا ہے، مگر دی ہوئی طلاق منسوخ نہیں ہوتی اور آئندہ فقط باقی ماندہ (حسبِ موقع ایک یا دو) طلاقوں کا حق ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ دستاویزات کی تیاری ایک قانونی تقاضا ہے، مگر شرعی طور پر طلاق مؤثّر ہونے کے لیے اِن کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ جانِ ایمان ﷺ کی عظمت و وَجاہت کے طفیل ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے! ہمیں اِس کے لیے فکر مند ہونے کی سعادت سے نوازے اور اُن تمام کاموں سے ہمیشہ محفوظ رکھے جو ایمان کی کمزوری یا زوال کا سبب بنتے ہیں!

خالقِ کریم مَحبَّت و تعظیمِ رسولِ کریم ﷺ سے ہمارے دلوں کو آباد فرمائے! صحابہ واہلِ بیت علیہم الرضوان کی محبّت سے وافِر حصّہ عطا فرمائے اور مرتے دم تک رسولِ کریم ﷺ کی تمام نسبتوں کا دل و جان سے احترام کرتے رہنے کی توفیق سے نوازے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غـــزہ سمیت دُنیا بھر کے مظـلوم مـسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!